السنۃ والحدیث

عالمِ اسلام کے سیاسی سربراہوں کے نام

(قسط ۴)

بہتر اور اچھے حکمرانوں کی علامات

۲۲۔ عن عوف بن مالک عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:
خیار ائمتکم الذین تحبونھم ویحبونکم ویصلون علیکم وتصلون علیھم۔
وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم ویبغضونکم وتلعنونھم
ویلعنونکم (رواہ مسلم)

حضرت عوف بن مالک، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا ارشاد ہے:

تمہارے بہترین سیاسی پیشوا وہ ہیں جن سے آپ محبت کریں اور وہ آپ کو دل سے چاہیں آپ ان کو دعائیں دیں وہ آپ کو دعائیں دیں۔

تمھارے برے سیاسی حکمران وہ ہیں جن کو آپ پسند نہ کرتے ہوں نہ وہ تمھیں پسند کرتے ہوں، آپ ان پر لعنتیں کرتے ہوں اور وہ آپ پر۔"

اس سے معلوم ہوا کہ سیاسی حکمران کو قوم کی آنکھوں کا تارا اور محبوب ہونا چاہیے کہ ان کے حق میں آپ کے دل سے دعائیں نکلتی ہوں اور وہ آپ کی فوز و فلاح اور عافیتوں کے لیے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کرتے ہوں۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو پھر سمجھ لیجیے! کہ وہ برے ہیں اور ان سے خیر اور بھلائی کی توقع عبث ہے، وہ قوم کو الّو تو بنا سکیں گے لیکن ان کو ہوش بھی دیں!

ایں خیال است و محال است و جنوں

یہ بات اصلی اور سچے مسلمانوں کی ہے کہ ان کا مزاج ان حکمرانوں کو برداشت کرے اور ان کے لیے ان کے دل سے بے ساختہ دعائیں نکلتی ہوں، باقی رہے وہ مسلمان جو ذوقِ مسلمانی اور غیرتِ ایمانی سے محروم ہیں، اور قربِ سلطان کو قربِ الٰہی سے مقدم رکھتے ہیں تو ان کی پسند ناپسند کوئی ربانی ترازو نہیں ہے — جیسا کہ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ: انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں

بڈاوپر آتے ہیں اور انہی کی مسلمانی کے ہوتے ہوئے دین فروش ملک وملت پر قابض ہو چکے ہیں۔

اتفاق اور اتحاد کی مثال

۲۳۔ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا (رواہ مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن دوسرے مومن کے لیے ایک دیوار کی مانند ہے۔ اس کی ہر اینٹ ایک دوسرے کو استحکام اور سہارا بخشتی ہے۔

دنیا میں سارے لوگ ایک جگہ نہیں رہتے، کوئی یہاں ہوتا ہے اور کوئی وہاں، لیکن یہ مسافت اور بعد، ان کے اندرونی اتحاد اور اتفاق پر اثر انداز نہیں ہوتا، کیونکہ ان کا ذہن، مقاصد، اصول مسائل، دین، رُخ اور دل ایک ہوتے ہیں، ان کے سارے کام باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔ مشکل میں بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کرتے ہیں، وہ کہیں ہوں، کوئی ہوں وہ ایک دوسرے کے استحکام کا موجب ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

اگر مسلمان ممالک اپنے آپ کو ایک دوسرے میں مدغم کر کے مملکت کو ایک "عظیم اور ناقابلِ تسخیر ریاست" میں منشور نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک دوسرے کے مسائل کو اپنے مسائل تصور کریں اور ایک دوسرے کی خوشی اور غمی میں برابر کے شریک رہیں۔

ظلم، ظلمات بن جائے گا۔

۲۴۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الظلم ظلمات یوم القیمۃ (رواہ مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "قیامت میں ظلم، کئی اندھیرے بن جائے گا۔"

ظلم بے انصافی کو کہتے ہیں اور وہ کسی بھی صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہتے ہیں تلوار کا کھیت کبھی ہرا نہیں ہوا، یہی کچھ قیامت میں ہوگا اور یہ ظلم، ظلمات بن جائے گا کہ ان کی تاریکیوں اور اندھیروں میں ظالم کو کچھ نہیں سجھائی دے گا اور کہیں سے بھی امید کی کرن نہیں پھوٹے گی۔ اخروی مستقبل پورے کا پورا تاریک ہو جائے گا، پھر وہی کچھ ہوگا جو سر تا پا حوصلہ شکن ہوگا۔

اس ظلم کے دائرے مختلف ہوں گے۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہوگا، اور اس کے اندھیرے سب

سے بڑے تہذیب اور آزاردہ ہوں گے اس کے بعد بندوں کی باہمی بے انصافیوں کا سلسلہ ہوگا، جو انسان کے لیے کم فتنہ نہیں ہوگا، اور کچھ رعایا اور حکمرانوں کی بے انصافیوں کا دائرہ ہوگا، جو تاجداروں کے لیے سب سے بڑھ کر رسوا کن اور آزاردہ ہوگا۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص پہلے ہی اس کا مداوا کر لے۔ سوچ لے اور اپنی زندگی کو ان سے ابھی سے پاک رکھنے کی کوشش کرے۔

کنونت کہ دست است خارے بکن — دگر کے برآری تو دست از کفن

قرآن اور تلوار

۲۵۔ وقد روی عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال:

امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ان نضرب بھذا (یعنی السیف) من عدل عن ھذا (یعنی المصحف) (السیاسۃ الشرعیۃ لابن تیمیۃؒ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ:
رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (قرآن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) ہمیں آپ نے حکم دیا کہ: جو شخص اس سے منہ موڑے ہم اس کی پٹائی اس (تلوار) سے (کیا) کریں۔"

(السیاستہ الشرعیہ لابن تیمیہؒ)

تلوار اقتدار کی جان ہے، گویا کہ اسلامی اقتدار کی غرض وغایت قرآن اور قرآنیات کا تحفظ ہے۔ اگر مملکت کے دائرے میں قرآن کو مان کر اس کے خلاف چلنے کی کوشش کی جائے تو تلوار کے ذریعے اس کے بل نکالنے کی کوشش کی جائے گی بہر حال تلوار بے مصحف (قرآن) چنگیزی ہے اور مصحف بے تلوار روباہی۔ اسلام میں ان دونوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

جب کوئی باا‌ثر شخص جرم کرتا۔

۲۶۔ عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:

انما ھلک بنو اسرائیل انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ واذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد والذی نفس محمد بیدہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا (الصحیحین)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

بنو اسرائیل (یہودی اور عیسائی) بس صرف اس لیے تباہ ہوئے کہ جب کوئی باا‌ثر شخص چوری

کرتا (تو) اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا (تو) اس پر حد جاری کر ڈالتے، بخدا! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہؓ بھی (خدانخواستہ) چوری کرتی (تو) یقین کیجیے! میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔"

قانون اور اقتدار کی یہ یک چشمی جس قدر مہلک ہے، اسی قدر عام بھی ہے۔ بڑے لوگوں کو کوئی نہیں پوچھتا، اگر کوئی بے زور، نادار اور غریب آدمی کوئی کوتاہی کر بیٹھے تو قانون اور اقتدار کا غیظ و غضب دیدنی ہوتا ہے۔

رسولِ کریم جو دین لائے ہیں، اس میں کسی کے لیے کوئی استثناء نہیں، خود رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو معصوم عن الخطا بھی ہیں اپنے آپ کو قانون سے بالاتر نہیں رکھا دوسرے کسی کا کیا مذکور ہ۔

اگر قانون اور اقتدار میں حوصلہ ہو اور عدل و انصاف کی کچھ شرم بھی تو یقین کیجیے! وہ شاہان وقت پر بھی ہاتھ ڈالتے سے نہیں ہچکچاتے — مگر آہ! اس جدید اور روشن دور میں جس قدر قانون اور اقتدار "یک چشم" ہو کر رسوا ہو رہے ہیں، وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے اس لیے ملک میں ظلم ارزاں اور انصاف گراں ہے — کمزور بے بس اور طاقتور اور شیر بیشہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

معصیت میں اطاعت جائز نہیں۔

۲۷- عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا طاعۃ فی معصیۃ انما الطاعۃ فی المعروف (رواہ مسلم)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "(خدا کی) نافرمانی میں کسی کی اطاعت (جائز نہیں، تعمیل صرف "معروف" ہی کی جاتی ہے"۔

ماں باپ، استاد، حکمران، برادری، چوہدری، اولاد، دوست کی غلط باتوں میں جس طرح تعمیل کی جاتی ہے کسی سے مخفی نہیں ہے۔ بہر حال یہ سرتاپا معصیت ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے، شرک کے معاملہ میں والدین کی اطاعت نہ کیجیے! ہاں خدمت میں کسر نہ چھوڑیئے۔

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (لقمان)

امت میں بدترین لوگ۔

۲۸- عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

سیکون رجال من امتی یاکلون الوان الطعام ویشربون الوان الشراب ویلبسون الوان الثیاب ویتشدقون فی الکلام اولٰئک شرار امتی (رواہ فی الحلیۃ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو رنگ برنگے کھانے کھائیں گے، انواع واقسام کے مشروب پییں گے اور رنگ برنگے لباس (فاخرہ) پہنیں گے اور بڑے طمطراق سے باچھیں پھلاکر باتیں کریں گے، میری امت میں وہ لوگ سب سے برُے ہوں گے۔"

(حلیۃ الاولیاء)

جو لوگ مندرجہ بالا امور میں منہمک رہتے ہیں وہ تن و توش کے غلام ہوتے ہیں، ان میں انسانیت کم بہیمیت زیادہ ہوتی ہے۔ قلب ونگاہ کی معصومیت داغدار ہو جاتی ہے مگر نفسانی خواہشات حکمران بن جاتی ہیں، اس لیے امتی ہونا تو بڑی بات ہے، وہ ایک بھلے آدمی بھی نہیں رہتے۔ یہ انسان نما لوگ، اصل میں حیوان ہوتے ہیں، جن کو انسانیت سے زیادہ نفسانیت سے دلچسپی رہتی ہے بس ایسے لوگوں کو پہچانیئے اور ان سے بچیئے۔

شراب نوشی

۲۹۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدمن الخمران مات لقی اللہ کعابد وثن (رواہ احمد)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:
جو سدا شراب پیتا ہے، اگر وہ (اسی حالت میں مر گیا (تو) ایک بت کے پجاری کی حیثیت سے اللہ سے ملے گا۔"

ایمان، ہوش میں آنے کا نام ہے، شراب ایک ایسی کیفیت کی خلاق ہے جو ہوش کی دشمن اور دشمنِ جان وایمان سے بھی بے خبر رکھتی ہے۔ شراب دراصل نفس بہیمی کا سب سے بڑا داعیہ ہے، نفس کے لیے شراب سے بڑھ کر اور کوئی عیاشی نہیں ہے، اس لیے جو لوگ نفس کے اس مطالبہ کی تکمیل کے لیے سدا مستغرق رہتے ہیں گویا کہ نفس جیسے بت کے سامنے وہ سجدہ ریز رہتے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں جو واقعہ تھا مگر زبان اس کے اعتراف سے قاصر تھی، وہی کیفیت اب آخرت میں اس کے انگ انگ سے پھوٹ پھوٹ کر نکلے گی ـــ اور سربستہ راز سامنے آجائے گا کہ یہ شخص گو بظاہر باہر کے وثن اور بت کے سامنے سجدہ ریز نہیں تھا تاہم اپنے سینہ میں پوشیدہ نفس جیسے صنم

کے حضور وہ سجدہ ریز ضرور رہا اس لیے اس کے ساتھ معاملہ بھی ایک "دشمن" جیسا کیا جائے گا۔

اسلامی جہاد

۳۰۔ قال ابوموسیٰ الاشعریؓ ان رجلا اعرابیا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل لیذکر والرجل یقاتل لیری مکانہ فمن فی سبیل اللہ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قاتل لتکون کلمۃ اللہ اعلیٰ فھو فی سبیل اللہ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آئے اور پوچھا۔

حضورؐ! ایک شخص مال غنیمت کے لیے لڑتا ہے، کوئی اس لیے لڑتا ہے کہ اس کی دھوم ہو کوئی لڑتا ہے کہ دنیا کو اس کے مرتبے کا پتہ چلے (کہ بڑا بہادر ہے) تو ان میں سے فی سبیل اللہ کون ہے؟

فرمایا: جو صرف اس لیے قتال کرتا ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو، بس وہی "فی سبیل اللہ" ہے۔

اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑنا اور اس سے مقصود اس کی خوشنودی کا حصول ہو تو بس وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ان دو میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو وہ اور جو کچھ ہو سبھی ممکن ہے لیکن وہ بہر حال جہاد فی سبیل اللہ اور وہ مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔

حدود اللہ کا نفاذ۔

۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کو قائم اور نافذ کرنا خدا کی زمین پر چالیس رات کی (مسلسل) بارش سے کہیں بہتر ہے" (ابن ماجہ)

معصیت بہت بڑی نحوست ہے، برکت چھن جاتی ہے۔ مصائب والآم کا نزول طوفانی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بندوں کا استحصال، خود غرضی اور نفسی نفسی کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ قانون کا احترام دل سے اٹھ جاتا ہے۔ حکمران مداہن اور ابن الوقت حکمران بن جاتے ہیں، گاہک ڈاکو اور دکاندار جیب کترے ثابت ہوتے ہیں اولاد نافرمان اور شاگرد باغی ہو جاتے ہیں، کھیت روٹھ جاتے ہیں، آسمان ناراض دکھائی دینے لگتے ہیں، بارش کی ہر بوند دشمن

کی گولی اور ہوا کا ہر جھونکا نارِ جہنم کا دھواں بن جاتا ہے۔ انسان کی ترقی کا ہر قدم ابن آدم کے لیے قدوم میمنت ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایک ایسا رولر بن جاتا ہے جو انسانی عافیتوں اور مستقبل کو کچلتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔

حدود اللہ کے نفاذ کے معنی ہیں کہ مملکت بے لاگ اسلامی قوانین کے جاری کرنے میں مخلص ہے اور اگر دنیا میں قانون، خاص کر اسلامی قانون کی حکمرانی قائم ہو جائے تو ان جرائم اور معصیت کا سدِ باب ہو جائے جس کی وجہ سے دنیا میں بگاڑ اور بے اطمینانی راہ پاتی ہے — اور خلقِ خدا ظلم و عدوان اور انواع و اقسام کے فتنوں کی آماجگاہ بن سکتی ہے۔ کاش! جس اسلامی نظام عدل و سیاست کی ضرورت اور افادیت کا احساس غیروں کو بھی ہونے لگا ہے مسلمان ممالک کو بھی اس کا احساس ہو جائے۔

حکمرانوں کے وزراء

۲۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

"جب اللہ تعالیٰ کو کسی حکمران کی بھلائی منظور ہوتی ہے تو اس کے لیے مخلص وزیر کا بندوبست کر دیتا ہے، اگر اس سے بھول ہو جائے تو وہ اسے یاد کرا دیتا ہے، اگر اسے یاد ہو تو اس کی اعانت کرتا ہے اگر اس کے بجائے اس کے لیے کچھ اور منظور ہوتا ہے تو اس کے لیے ایک ایسے بُرے وزیر کے سامان کر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اللہ یاد نہ کرائے اگر اسے یاد ہو تو اس کی کوئی مدد نہ کرے۔"

دنیا میں کوئی بھی حکمران مشیروں، صلاح کاروں اور وزیروں سے بے نیاز نہیں ہوتا، لیکن یہ بات کہ ان کو کیسے صلاح کار اور وزیر ملنے چاہئیں؟ وہ اس بات پر منحصر ہے کہ وہ خود کیسا ہے اگر وہ خود بھلے انسان ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ صلاح کاروں کے انتخاب میں بھی ان کی مدد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر لوگوں کو ان کا وزیر بنا دیتا ہے جو ہر لغزش پر انھیں تھام لیتے ہیں اور ہر بھلے اقدام پر ان کی اعانت کرتے ہیں، اگر وہ خود غیر محتاط لوگ ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ ویسا معاملہ کرتا ہے۔ بُرے مشیر، شاطر وزیر اور جی حضوری صلاح کار ان کو مہیا فرما دیتا ہے، اگر وہ ٹھوکر کھاتے ہیں تو: "چڑھ جا بیٹا سولی پر رام بھلی کرے گا" کی صدا بلند کرتے ہیں، اگر کبھی ان کو بھلائی کا احساس ہو جائے تو: تُو جان اور تیرا کام، کہہ کر الگ ہو رہتے ہیں — گویا کہ

وزراء اور صلاح کار خود حکمرانوں کے اپنے اعمال ذہنیت اور اہلیت کا عکس اور نتیجہ ہوتے ہیں۔ بس جیسے کو تیسا — اور یہ وہ حقیقت کبریٰ ہے جو ہر فرد نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی ہے مگر عبرت؛ سو وہ اچھی قسمت والے ہی پکڑتے ہیں۔

افتراق کے سامان

۳۳- عن عُرْفَجَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يَقُولُ سَيَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فمن اراد ان يفرق امر هذهِ الامة وهی جميع فاضربوه بالسيف كَائِنًا من كان (رواہ مسلم)

حضرت عرفجہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا کہ:

عنقریب شر و فساد برپا ہوں گے تو جو شخص ملتِ اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا کوئی اقدام کرے، اور وہ کوئی بھی ہو تو چاہیے کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔

جب ملک میں بے اطمینانی کی کوئی لہر اٹھتی ہے تو شاطر اور بدنیت لوگ اس کو مزید ہوا دے کر افتراق و انتشار کو ہوا دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مرکز کمزور ہو اور ان کے ہاتھ کچھ آ جائے۔ اسلام کی نگاہ میں ایسے لوگ حوصلہ افزائی کے مستحق نہیں ہیں بلکہ گردن زدنی ہیں، حکومت کو چاہیے کہ ان تخریب کاروں کا احتساب کرے۔ لیکن جب اربابِ حکومت ہی ملک میں بدگمانیوں کے جال پھیلانے پر مصر ہوں، "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو"، جن کا اصول بن گیا ہو اور ملتِ اسلامیہ میں باہمی منافرت کی سرپرستی بھی وہ کرتے ہوں تو پھر کیا ہو؟

ع کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

ہم محسوس کرتے ہیں کہ الیکشن کا موجودہ سسٹم، ملتِ اسلامیہ کے انتشار اور افتراق کا جو موسم مہیا کرتا ہے اس کے بعد کسی دوسرے دشمن کی ضرورت باقی نہیں رہتی ؎

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

باقی رہی تعمیری تنقید، سو اگر کسی کو ملک و ملت کی فلاح اور بہبود منظور ہوتی ہے تو وہ حکمران اس سے استفادہ کرتے ہیں ورنہ کال کوٹھڑی میں ڈال کر انھیں زنداں کی زینت بنا دیتے ہیں۔ بہرحال اربابِ اقتدار اور بیشتر اپوزیشن جماعتوں کا عمل کچھ زیادہ قابلِ تحسین نہیں ہے۔

پھر ہم بُرے حکمران مسلّط کردیں گے

۲۴ - عن ابن عمر یرفعه: والذی نفسی بیده لا تقوم الساعة حتٰی یبعث الله امراء کذبة ووزراء فجرة واعوانا خونة وعرفاء ظلمة وقراء فسقة سیماهم سیما الرهبان وقلوبهم انتن من الجیف اهواؤهم مختلفة فیتیح الله لهم فتنة غبراء مظلمة فیتهاوکون فیها والذی نفس محمد بیده لینقضن الاسلام عروة عروة حتٰی لا یقال الله الله لتأمرون بالمعروف ولتنهون عن المنکر اولیسلطن الله علیکم اشرارکم فیسومونکم سوء العذاب ثم یدعوا خیارکم فلا یستجاب لهم لتأمرون بالمعروف ولتنهون عن المنکر اولیبعثن الله علیکم من لا یرحم صغیرکم ولا یوقر کبیرکم (رواه ابن ابی الدنیا - الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی لابن القیم ط ۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

" مجھے اس ذات (پاک) کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ جھوٹے حکمران، فاسق فاجر وزراء، خائن معاونین، ظالم چودھری اور ایسے فاسق علماء جن کی پیشانیاں صوفیوں جیسی ہوں گی مگر ان کے دل مردار سے زیادہ مردار اور متعفن ہوں گے۔ ان سب کی خواہشات اور مقاصد ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے تو ان پر اللہ تعالیٰ ایک ایسا کالا کلوٹا فتنہ مسلط کردے گا جس میں وہ گرتے ہی جائیں گے۔

قسم ہے اس ذات (پاک) کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اسلام کی ایک ایک کڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی یہاں تک کہ کسی طرف سے " اللہ اللہ " کی آواز نہیں آئے گی، تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کروگے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اشرار (بدترین) لوگوں کو مسلط کردے گا۔ پھر وہ تم کو برے سے برے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ پھر تمہارے اخیار (بیداغ صلحاء) دعائیں کریں گے مگر ان کی ایک نہیں سنی جائے گی (پھر سن لیجیے) تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دوگے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دے گا جو تمہارے کم سن اور معصوم بچوں پر ترس نہیں کریں گے اور تمہارے بزرگوں کا احترام نہیں کریں گے۔"

بخت نصر جب عذاب الٰہی بن کر بنی اسرائیل پر ٹوٹ پڑا تو بنی اسرائیل کے ایک نبی نے دیکھ کر فرمایا:

"الٰہی! یہ ہمارے اپنے کرتوت کا نتیجہ ہے کہ ایسے شخص کو تو نے ہم پر مسلط کر دیا ہے جو تجھے نہیں پہچانتا ہے نہ ہم پر رحم کرتا ہے۔"

نظر بعض انبیاء بنی اسرائیل الی مایصنع بھم بخت نصر: فقال بما کسبت ایدینا سلطت علینا من لا یعرفک ولا یرحمنا (کتاب الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی ص۳۰)

خود بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ: آپ کی قوم پر کس چیز نے مجھے مسلط کیا ہے؟ فرمایا: تیرے گناہوں کی کثرت اور میری قوم کی اپنے آپ سے بے انصافی۔"

فقال بخت نصر لدانیال ما الذی سلطنی علی قومک؟ قال عظم خطیئتک وظلم قومی انفسھم (ایضا)

یہ حدیث اپنے مضمون میں بالکل واضح اور دو ٹوک ہے: یعنی دین سے انحراف اور بد عملی، ملک و ملت کے لیے آزار دہ فتنوں کا پیش خیمہ ہوتی ہے اور خلقِ خدا عذاب کی ایسی چکی میں پسنا شروع ہو جاتی ہے جو گھن اور گیہوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتی۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے کہ: آپ خود کن حالات سے گزر رہے ہیں؟

ہر حکمران کے ہاتھ بندھے ہوں گے۔

۳۵- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما من امیر عشرۃ الا یوتی یوم القیمۃ مغلولا حتی یفکہ عنہ العدل او یوبقہ الجور (دارمی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا حکمران بھی قیامت میں آئے گا تو ان کے ہاتھ بندھے ہوں گے، اب عدل و انصاف اسے نجات دلائے گا یا ظلم و جور کے ہاتھوں تباہ ہو گا۔"

دنیا میں ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے اقتدار ہاتھ آ جائے، چودھری بن جائے، افسر کہلائے اور کچھ لوگ ان کے ماتحت ہوں اور وہ ان پر حکومت کرے۔ اگر ان کو اقتدار اور چودھراہٹ

کا یہ انجام نظر آجائے جو اوپر کی حدیث میں آیا ہے تو یقین کیجیے! اقتدار کی کرسی ہمیشہ ہی خالی رہے۔ بہرحال اقتدار اور امارت پھولوں کی نہیں کانٹوں کی سیج ہے۔ خمار اس کا کیف آور ہے، مگر انجام اس کا حوصلہ شکن ترش۔ اس لیے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ چودھراہٹ کے بغیر چارہ تو نہیں ہے لیکن چودھری ہیں دوزخ کا ایندھن۔ ان العرافة حق ولا بد للناس من العرفاء ولكن العرفاء في النار (ابوداؤد)

قربِ سلطان کا فتنہ

۳۶ عن ابن عباسؓ عن النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من لزم السلطان افتتن وما ازداد عبد من السلطان دُنُوًّا الا ازداد من اللہ بعدا (ابوداؤد)

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے بادشاہ کی صحبت اختیار کی وہ فتنہ میں پڑ گیا۔ جو بندہ جتنا شاہِ وقت کے قریب ہوتا ہے اتنا وہ رب سے دور ہو جاتا ہے۔

قربِ سلطان کی خواہش ہر دل میں چٹکیاں لیتی ہے اور مذہب، و روحانیت کے بڑے بڑے جغادری بھی ہم نے اس کے صیدِ زبوں دیکھے ہیں۔ لوگوں کی کیا بات کریں وہ جماعت اہلِ حدیث جس نے غیر اللہ کے ہر رشتے توڑ ڈالے تھے، اب ان میں بھی بعض دنیاداروں کو سیاسی داشتاؤں کے ذریعے شاہوں کا درباری بننے کا خبط لاحق ہو گیا ہے۔ حکومت کے درباریوں میں جن کو "جنس بازار" تصور کیا جاتا ہے، جماعت اہلِ حدیث کے بعض کم فہم لوگ انہی کو شاہی درباروں میں باریاب ہونے کے لیے "وسیلہ" بنا کر چل رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حضرت وکیع شاہوں سے کبھی نہیں ملے: ان وکیعا لم یختلط بالسلطان (تقدمۃ الجرح والتعدیل) حضرت سفیان ثوری نے حضرت امام ابن المبارک کو لکھا کہ بادشاہوں سے بچ کر رہیے! ایاك والسلطان (ایضاً) ایک دفعہ ابوجعفر نے حضرت سفیان ثوری سے کہا کہ: کوئی کام؟ انھوں نے کہا کہ: بس یہ کہ مجھے کبھی یاد نہ فرمایا کریں ان لاتدعونی حتی اتیك (ایضاً) —— بعض لوگوں نے شاہیوں سے میل جول رکھنے سے پرہیز نہیں کیا مگر اپنی حاجات کے لیے نہیں بلکہ صرف تعلیم اور تبلیغ کے لیے۔ جس طرح ہمارے بعض مہربان اپنے مصالح کے لیے حکمرانوں اور ان کے داشتاؤں

کا طواف کرتے رہتے ہیں وہاں بہر حال ایسی خست نہیں پائی گئی۔

تنخواہ کے علاوہ استحصال

۳۷۔ عن بريدة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: من استعملناه علی عمل فرزقناه رزقا فما اخذ بعد ذلك فهو غلول (ابوداؤد)

فرمایا: جس شخص کو ہم نے کسی عہدہ اور منصب پر فائز کیا اور اس کا روزینہ (بھی) مقرر کیا (تو) اس کے بعد وہ اور جو کچھ لے گا وہ خیانت ہو گی۔

الغرض! تنخواہ کے علاوہ محض اپنے عہدہ اور منصب کی وجہ سے جو کچھ بھی وہ وصول کرے گا، وہ ملک وملت کے مال میں خیانت ہو گی اور جو خائن ہوتا ہے وہ سرکاری عہدہ کے لحاظ سے نااہل قرار پاتا ہے۔ اور یہ ایک واقعہ ہے کہ: آج کل رشوت کا جو سلسلہ جاری ہے اس نے سرکاری ملازمین کی ساری روزی کو تقریباً مشتبہ بنا دیا ہے۔ غور طلب یہ بات ہے ایسے لوگوں کے حج، روزہ، نماز اور زکوٰۃ یا دوسری خیرات اور اعمال کا کیا بنے گا؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہو گا؟ بہر حال ابھی وقت ہے کہ درست اس صورتِ حال اور اس کے سنگین نتائج پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

کفر اور شرک کے خلاف جہاد

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم والسنتكم (رواہ ابوداؤد)

"فرمایا: مشرکوں کے خلاف جہاد کرو، اپنے مالوں سے، جانوں سے اور زبانوں سے۔"

جہاد بالسیف، یہ حکومت کا فریضہ ہے، جب وہ اس کا اعلان کرے تو اپنے آپ کو اس کے لیے پیش کرنا ہر ایک کا دینی فریضہ بن جاتا ہے۔ اگر حکومت غفلت شعار ہو تو اس کو اس کی ضرورت کی طرف سے متوجہ کرنا چاہیے۔ الغرض کفر و شرک کو مٹانے کے لیے جتنا اور جیسا کچھ جہاد ممکن ہو کر گزریں۔ یہ جہاد صرف کفاروں کے خلاف نہیں بلکہ کفر نواز مسلمانوں کے خلاف بھی ممکن ہوتا ہے لیکن خانہ جنگی کی اجازت نہیں ہوتی، ہاں ان پر دباؤ تیز تر کر دینا جائز بلکہ فرض ہو جاتا ہے۔

جہاد مسلمانوں کے استحکام اور ترقی کا ضامن ہے جب سے مسلمانوں نے اس کو نظر انداز کیا ہے خدا نے بھی ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔

رسول کو چھوڑ کر دوسرے کا اتباع

۳۹۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی نفسی محمد بیدہ لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی (مشکوٰۃ)

"فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر (آج حضرت موسیٰ (بھی) نمودار ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو تو تم سیدھی راہ سے بھٹک جاؤ گے، اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت (کا زمانہ) پاتے تو میری ہی پیروی کرتے۔"

ہر نبی کا اپنا عہد اور حدود کار ہوتے ہیں، اس میں عام لوگ تو کیا اگر دوسرا نبی بھی تشریف لے آئے تو اس کو بھی اس نبی کا اتباع ہی کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ ایک بادشاہ جب دوسرے بادشاہ کے علاقہ اور عہد میں قدم رکھتا ہے تو وہ اس کے ملکی اور شاہی دستور اور قوانین کا اتباع کرتا ہے۔ بہرحال جب ایک نبی کا یہ حال ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اگر وہ آجائیں تو رسول پاک ہی کا اتباع کریں تو اب یہ آپ سوچیں کہ ہما شما کی کیا مجال کہ کوئی غیر کی پیروی کرے، اور شریعت رسول ان کا منہ دیکھتی رہ جائے؟ یقین کیجیے! کتاب وسنت کے بعد کسی دوسرے ملکی، قومی اور علاقائی دستور اور قوانین کے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ دھوکے سے اگر کوئی حاکم کے دام چلائے تو وہ اور بات ہے، ویسے اس کو اس کا حق نہیں پہنچتا۔

جج

۴۰۔ عن ابن ابی اوفیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ مع القاضی ما لم یجر فاذا جار تخلی عنہ ولزمہ الشیطان (ترمذی)

فرمایا: جب تک جج بے انصافی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رہتا ہے، جب وہ ظلم کرتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہو لیتا ہے۔

ملکی قوانین اور دساتیر کے نفاذ اور ترجمانی کی ذمہ دار عدلیہ ہوتی ہے اگر وہ حق کے مطابق فیصلے کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمایت بھی اس کو حاصل ہو جاتی ہے ورنہ شیطان ہی اس کا رفیق بن جاتا ہے۔ پھر ملکی قوانین کا احترام دل سے اٹھ جاتا ہے، قانون اب ایک کاروبار کا نام رہ جاتا ہے۔ مستحق اس کے فیضان سے محروم اور غیر مستحق جھولی بھر بھر کر اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں۔ بہرحال عدلیہ ملکی حکمرانوں کی سیئات اور حسنات کا ہی پرتو ہوتی ہے۔ اس لیے دعا کیجیے، کہ حکمران مسلمان نصیب ہوں تاکہ دنیا عدلیہ کے فیضان سے متمتع ہو سکے۔